مرزا محمد حسن چغتائی رحمۃ اللہ علیہ
سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت امیر شریعت کا رام کلی (میلسی) میں پہلی بار ورُود

قبل از قیام پاکستان (کوئی چار پانچ سال پہلے) رام کلی کا ایک شخص حضرت امیر شریعت کی خدمت میں کسی جگہ پہنچا اور وہاں کے حالات بیان کرنے کے بعد ضرورت کے پیش نظر ایک تاریخ مقرر کرنے کی استدعا کی۔ حضرت شاہ جی نے ڈائری کا جائزہ لیا اور تاریخ دے دی۔ اس کے بعد داعی نے شاہ جی سے کوئی رابطہ قائم نہ کیا۔ لیکن شاہ جی اپنے وعدے پر قائم تھے۔ جیسا کہ اکثر و بیشتر کہا کرتے تھے کہ میں سید زادہ ہوں اور مجھ سے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ باوجود رابطہ نہ ہونے کے آپ نے امرتسر سے کھروڑ پکا کا سفر طے کیا۔ اور بغیر پیشگی اطلاع کے مقررہ تاریخ کی صبح کو کھروڑ پکا پہنچ گئے۔ اطلاع ملنے پر سبھی در کر جمع ہو گئے۔ اور حکم دیا کہ مجھے رام کلی بھجوایا جائے۔ جلسہ کے سلسلے میں کارکنان نے بالکل بے خبری کا اظہار کیا۔ لیکن تعمیل حکم میں حاجی نور محمد صاحب مرحوم نے تانگہ کا انتظام کر کے حافظ عبدالمجید شاکر (مرحوم) کو شاہ جی کی معیت میں روانہ کر دیا۔ راستہ میں واقف کار لوگ دریافت کرتے اور کسی پروگرام سے لاعلمی کا اظہار کرتے۔ تاآنکہ بستی کے بالکل قریب پہنچے کہ جب کسی سے اس داعی کا نام لے کر شاہ جی نے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ شخص "وہابی" قسم کا تھا۔ جس کو بستی والوں نے کافی دنوں سے یہاں سے نکال دیا ہے اور اب پتہ نہیں کہاں رہتا ہے۔

بستی کے کنارے سکول کی عمارت تھی۔ جب یہ قافلہ وہاں پہنچا تو مدرس صاحبان نے یہ معلوم کر کے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری آگئے ہیں۔ اپنی عافیت اس میں سمجھی کہ سکول بند کر دیا۔ لیکن بند کرتے کرتے جلدی میں ایک چارپائی، کرسی اور میز باہر بھول گئے۔ اس اثناء میں سکول سے نکلنے والے بچے بھی شاہ جی کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور شاہ جی نے سکول کی چھوٹی سی چار دیواری والی بغیر چھت کی مسجد میں ڈیرہ لگا دیا۔ اور بچوں سے کہہ کر چارپائی، کرسی اور میز وہیں منگالی۔ حافظ عبدالمجید صاحب کو فرمایا! ظہر کی اذان کہی جائے۔ اذان سن کر پانچ سات آدمی بستی کے اور دو چار رہ گزر بھی آگئے۔ بہر حال اچھی خاصی جماعت کے ساتھ نماز ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر شاہ جی نے حافظ عبدالمجید شاکر کو حکم دیا کہ وہ کچھ بیان کرنا شروع کریں۔ چنانچہ انہوں نے وعظ شروع کر دیا۔ اور جو آدمی نماز میں شریک ہوئے وہ وعظ سننے بیٹھ گئے۔ دس پندرہ منٹ میں کچھ چار پانچ آدمی اور بھی آگئے۔ جس کے بعد شاہ جی نے اپنی گرجدار اور مؤثر آواز میں قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔ جہاں جہاں شاہ جی کی آواز پہنچتی گئی لوگ آواز سن کر جلسہ گاہ میں پہنچتے گئے۔ کوئی پندرہ بیس منٹ کی تلاوت کے بعد شاہ جی نے خطبہ دے کر باقاعدہ تقریر شروع کر دی۔ اس اثناء میں اچھا خاصا اجتماع ہو گیا۔ شاہ جی نے اختلافی مسائل کے حل کو سمجھانے کے لئے جب یہ شعر پڑھا

محمّد بشر ولیس کالبشر

بل ہو یاقوت والنّاس کالحجر

اور اس کے مطالب پر روشنی ڈالی تو تمام مختلف مسائل حل فرما دیئے۔ آپ نے زور دار انداز میں فرمایا "یاد رکھو، بشر بشر میں فرق ہے۔ جیسے پتھر پتھر میں فرق ہے۔ ایک وہ پتھر ہے جو سڑک میں کوٹ دیا گیا۔ وہ بھی تو پتھر ہی ہے جو کسی بادشاہ کی انگوٹھی کا نگینہ ہے۔ اور تاج شاہی میں ٹک رہا ہے۔ حجرِ اسود بھی تو پتھر ہے جس کو چومنے کے لئے دنیا ترس رہی ہے" پھر تقریر مسلسل دو گھنٹوں تک جاری رہی۔ اور تقریر کے اختتام پر وہی لوگ جو داعی کو مار بھگانے کے مرتکب تھے۔ شاہ جی کے حلقہ بگوش بن گئے۔ جن میں مہر جان محمد وغیرہ شامل تھے۔ جو زندگی بھر مجلس احرار اسلام کے کارکن رہے۔

مزاح لطیف

اپنی تقریر کے دوران حافظ عبدالمجید صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ سے پہلے میرے عزیز نے جو آیت پڑھ کر اس کا ترجمہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کا ترجمہ کسی مسلم لیگی سے پڑھا ہے۔ یہ بات کہہ کر مجمع کو ہنسی سے لوٹ پوٹ کر دیا۔

(۔۔۔۔ میں نے حافظ صاحب سے دریافت کیا تو انہیں آیت یاد نہ تھی۔ محمد حسن)

حافظ عبدالمجید شاکر اور شاہ جی

حافظ عبدالمجید شاکر مرحوم جو میرے حقیقی بھانجے تھے۔ وہ اپنی والدہ سمیت شاہ جی سے بیعت تھے۔ مجھ سے بیان کیا کہ میں شاہ جی سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن خلوت کا موقع میسر نہ آتا تھا۔ ایک بار ملتان میں حاضری دی تو حضرت اپنی فرودگاہ میں چارپائی پر دراز تھے۔ اور میں بیٹھا پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔ الحمد للہ کہ خلوت کا موقع مل گیا۔ بے باکانہ عرض کیا۔

"حضرت آپ کے ہزاروں مرید ہیں۔ آپ نے مرید تو بنائے لیکن آپ نے ان کے اصلاح کی کوئی فکر نہ کی۔ قیامت کے دن کیا جواب دیں گے"؟

میرا یہ کہنا تھا کہ حضرت اٹھ بیٹھے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ فرمانے لگے۔

"آج تم نے ایسی بات کی ہے جو آج تک کسی نے نہیں کہی۔ ہزاروں مرید آتے ہیں کوئی مسنرات پوچھتا ہے۔ کوئی مال و اولاد کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ بس دنیوی جاہ و جلال کی باتیں ہوتی ہیں"۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ پھر معنیٰ خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر استفسار کیا کہ کیا پوچھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مدعا تو حضرت نے معلوم کر لیا ارشاد ہوا کہ

پانچ وقت کی نماز، رزق حلال کی سعی، اور کلمۂ تمجید کا ورد

میں نے عرض کیا کچھ اور؟ فرمایا۔ بس میرے مرشد کا فرمان ہے کہ جو شخص رزق حلال کماتا ہے۔ پانچ وقت کی نماز کا پابند ہے۔ اور کلمۂ تمجید کے ورد کا صبح و شام اہتمام رکھتا ہے اگر روز قیامت خداوند قدوس اسے جہنم کی

طرف دھکیلیں گے تو میں خدا سے لڑ پڑوں گا۔

زندگی کے آخری ایام میں جب آپ مسلسل علالت کا شکار تھے۔ مجھے ملتان میں محترم منشی ابوالحسن کھروڑوی کی معیت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ گھر پر گئے تو معلوم ہوا کہ حکیم حنیف اللہ صاحب کے مطب پر گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم وہاں حاضر ہوئے آپ تیار بیٹھے تھے۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت مرد مجاہد کی نقاہت کا یہ عالم تھا کہ ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور دوسرا منشی صاحب موصوف کے کندھے پر اور چلنا شروع کیا۔ راستے میں فرمایا کہ عزیز! میرے پاؤں اب انتقام پر اتر آئے ہیں۔ میں نے بھی تو انہیں کچھ کم سزا نہیں دی۔ اب یہ مجھے سزا دے رہے ہیں۔

حرف آخر

آخر میں حافظ عبدالمجید شاکر مرحوم نے کہا کہ شاہ جی اس دنیا میں نہیں رہے اور رہنا کسی نے بھی نہیں۔ موت کا ایک دن معین ہے۔ نامعلوم شاہ جی جیسا قادر الکلام اور فصیح اللسان اور مجاہد جلیل پھر کب پیدا ہو۔ الحمد للہ ہمارے احباب میں حق گو علماء و فضلاء اور مقررین کی کمی نہیں۔ ہر دوست کا فرض ہے کہ وہ بخاری کے مشن کو زندہ رکھنے اور اسے کامیابی کی منزل تک پہنچانے میں اپنے شب و روز صرف کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

بہاول پور گھلواں میں پہلی بار ورود

شاہ جی جب اول بار بہاول پور گھلواں (تحصیل احمد پور شرقیہ) میں تشریف فرما ہوئے۔ تو جلسہ کا انتظام ایک ایسے میدان میں کیا گیا۔ جہاں ایک پرانے پیپل کے درخت کا وسیع و عریض سایہ جلسہ گاہ کے لئے موزوں تھا۔ شاہ جی نے وہاں تقریر شروع کرنے سے قبل فرمایا کہ مجھے اس جگہ ریچھوں، کتوں کی بدبو آ رہی ہے۔ اس لئے میں اس جگہ وعظ نہ کروں گا۔ منتظمین اور دیگر معتبران علاقہ نے بتایا کہ اس بات سے ہمیں انکار نہیں کہ یہاں ریچھ اور کتے لڑائے جاتے ہیں۔ لیکن ہماری مجبوری ہے کہ اس جگہ کوئی موزوں میدان موجود نہیں۔ جہاں سایہ کا انتظام ہو۔ اور مجمع کے لئے کافی گنجائش ہو۔ وہ شخص جو ریچھ کتوں کی لڑائی کا دھندا کرتا تھا۔ وہ بھی مجمع سے نکل کر شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور توبہ کر کے یقین دہانی کرائی کہ آئندہ وہ اس مذموم فعل کا اعادہ نہ کرے گا۔ پھر بھی شاہ جی نے خوشی سے نہیں بلکہ طوعاً و کرہاً تقریر کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تقریر تین چار گھنٹوں تک جاری رہی۔ اور جب اختتام کو پہنچی تو شاہ جی نے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوتے ہوئے لوگوں کو بتایا کہ "یہ پیپل کا درخت ان شاء اللہ کل یہاں نہ ہوگا" شاہ جی کی اس بات کو لوگوں نے استعجاب سے سنا لیکن دوسرے روز خدا کا کرنا کیا ہوا کہ صبح ہی صبح دریا میں سیلاب آیا۔ جس سے یہ بستی بھی محفوظ نہ رہی اور پیپل کے درخت کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ جڑوں سمیت نکل کر باہر آ پڑا۔ اور اس کا نام و نشان تک نہ رہا۔

اس واقعہ کو سن کر ملک پیر بخش خان گھلو ذیلدار شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ اور اس

طرح سے ملک صاحب اور ان کے خاندان کا دائمی تعلق شاہ جی سے استوار ہو گیا۔ بلکہ علاقہ کے ولی اللہ حافظ کریم بخش کی بدولت شاہ جی کی ڈائری میں تقریب میلاد النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بہاول پور گھلواں کے لئے "ریزرو" ہو گئی۔

علاقہ میلسی کا ایک واقعہ

علاقہ میلسی کے ایک زمیندار نے شاہ جی سے وعظ کے لئے وقت لیا۔ شاہ جی وعدہ کے مطابق پہنچ گئے۔ زمیندار نے جلسے کے آغاز سے تھوڑی دیر قبل شاہ جی کو بتایا کہ اس کے بیٹے نے ایک طوائف کو اپنے گھر میں بٹھا دیا ہے۔ اور ہماری عزت خاک میں مل گئی ہے۔ اپنی تقریر میں اس کو شرم دلائیں۔ ان لوگوں نے صدارت کی کرسی پر بغیر شاہ جی کو بتلائے اس نوجوان کو بٹھا دیا۔ شاہ جی نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ارکان اسلام کی پابندی اور اصلاحِ رسوم کے بارے میں بیان شروع کیا اور جب تقریر عروج پر پہنچی تو اس معاملہ کا ذکر چھیڑا۔ صدارت کی کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان پہلے تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ لیکن پھر تھوڑی دیر بعد جرأت کر کے اپنی کرسی سے اٹھ کر شاہ جی سے مؤدبانہ عرض کیا کہ حضرت! میں نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ باقاعدہ نکاح کر کے عورت کو گھر میں لایا ہوں۔ شاہ جی کا یہ سننا تھا کہ فوری طور پر تقریر کا کانٹا بدلا۔ اس نوجوان کو گلے لگا کر تھپکی دیتے ہوئے کہا کہ شاباش بیٹے! تم نے بہت بڑا جہاد کیا اور بڑی نیکی کا کام کیا ہے۔ مجھے تو اندھیرے میں رکھا گیا اور نکاح کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔ ورنہ میں تمہیں مبارک باد دیتا کہ تم نے ایک فاحشہ کو ذلت کی زندگی سے نکال کر عزت بخشی اور خود بھی کارِ بد سے بچ گئے۔

پھر اس کے بعد اسی واقعہ کو موضوعِ سخن بنا کر اس قدر مؤثر خطاب فرمایا کہ مجمع عش عش کر اٹھا۔

روایت: حافظ نور الحسن (عطر فروش۔ مقیم مکہ مکرمہ)

حافظ پیر بخش نابینا کا واقعہ

قبل از تقسیم کے زمانہ کی بات ہے کہ امیر شریعت کی تقریر کا چوکی مستی خان (علاقہ کہروڑ پکا) میں پروگرام بنا۔ امیر پور سادات میں حافظ پیر بخش نابینا رہا کرتے تھے۔ جو کوئی پانچ سات سال قبل فوت ہوئے ہیں۔ انہوں نے جلسہ میں شمولیت کا ارادہ کیا۔ لیکن اپنے دوست احباب سے اس امر کا تذکرہ کرتے رہے کہ "میرا دل شاہ جی کو ملنے کے لئے بے تاب ہے۔ لیکن مجھ محتاج آدمی کو کون ان کے نزدیک پھٹکنے دے گا۔ گلے ملنے کا شوق کون پورا کرنے دے گا۔ چلو کہیں دور سے تقریر سن لوں گا یہی غنیمت ہے" وہ اس قسم کی باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ جلسہ کا موقعہ آ گیا۔ اور یہ حافظ جی بھی وہاں شاہ جی کی تشریف آوری سے قبل پہنچ گئے۔ جس وقت شاہ جی تشریف لائے ہزاروں لوگوں کا اژدھام تھا۔ یہ نابینا حافظ کہیں ایک طرف کھڑے ہو کر دل ہی دل میں کڑھتا رہا۔ شاہ جی کے تشریف لانے پر لوگ مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ نعروں کا غلغلہ اس قدر تھا کہ کسی کی آواز بھی ایک دوسرے کو سنائی نہ دیتی تھی۔ کہ معاً شاہ جی نے مجمع کے درمیان میں راستہ بنانا شروع کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے ایک آدمی کو ضروری ملنا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے شاہ جی حافظ صاحب کے پاس

پہنچ گئے۔ اور ان کو جھنجھوڑ کر کہا۔ "حافظ جی! آپ پریشان نہ ہوں عطاء اللہ شاہ خود بخود آپ کی خدمت میں حاضر ہے" اور مصافحہ کر کے معانقہ کیا اور ان کو خوب بھینچ کر بولے کہ "حافظ جی آپ راضی ہیں؟ چلو آپ کو سٹیج کے قریب بٹھا دیتا ہوں" ان کو پکڑ کر سٹیج پر ہمراہ لائے۔ اور نزدیک ہی بٹھا دیا۔ حافظ جی کی یہ حالت تھی کہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور پھر زندگی بھر اس واقعہ کو دہراتے رہے اور اپنی خوش قسمتی پر نازاں رہے۔ یاد رہے کہ چوکی مستی خان میں مجلس احرار اسلام کی باقاعدہ شاخ تھی۔ حاجی گھنے خان بلوچ اور اس کے خاندان کے اکثر افراد شاہ جی سے بیعت بھی ہوئے۔ اس علاقہ میں پچاس کے قریب باوردی سرخپوشوں پر مشتمل جیش احرار بھی تھا۔

❋

دور اول کے مجاہدین اسلام کے گروہ سے ایک سپاہی راستہ بھول کر اس زمانہ میں آنکلا ہے وہی سادگی مشقت پسندی، یکسر عمل، اخلاص اور للّٰہیت جو ان میں تھی وہ عطاء اللہ شاہ میں بھی ہے۔

ان کی تقریر حضور ﷺ کے باقی ماندہ معجزات میں سے ایک معجزہ ہے!

ابوالاثر حفیظ جالندھری

خطابت شاہ جی کی کرامت تھی۔ ان کی زندگی جفاکشی اور مجاہدہ کی زندگی تھی۔ آدابِ شریعت کی وہ نگہداشت نہ کرتے تو اور کون کرتا کہ وہ "امیر شریعت" تھے۔

ماہر القادری

میں اپنے آپ کو تصوف کا پیرو سمجھتا ہوں اور میں نے سید عطا اللہ شاہ بخاری سے کسب فیض کیا ہے
(جنگ لندن کو انٹرویو)

فیض احمد فیض

قرون اولیٰ میں پیدا ہوتے تو یقیناً ایک جلیل القدر صحابی ہوتے

آغا شورش کاشمیری

وہ لیلائے حریت کی تلاش میں سیاست کی پرخار وادیوں میں دیوانہ وار مصروف رہے

عبداللہ ملک

ان کے بے داغ و بیلوث خلوص کی قسمیں صدیوں بعد بھی کھائی جاتی رہیں گی

احمد ندیم قاسمی

ایک ایسا شخص ----------- جو اپنے زمانے میں، مسلمان معاشرے کے سارے طبقوں میں ہر دلعزیز تھا۔ جس میں بلا کی استقامت تھی۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگاہِ دور بین کے علاوہ دلِ پُردرد بھی عطا ہوا تھا۔

ڈاکٹر وزیر آغا

اردو نے جب بھی اپنے سرمایہ افتخار پر ناز کیا تو اسے بہت سے لوگ یاد آئیں گے ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی شامل ہوں گے جن کے لئے سیاست دراصل ایک اسٹیج، سیاسی جماعتیں صرف منتظمین جلسہ، ملک بھر کی آبادی محض سامعین اور زندگی ایک طویل اردو تقریر تھی اس خطیبانہ زندگی میں ان کے ہم عصر تو بہت تھے مگر ہمسر کوئی نہ تھا۔

مختار مسعود